جلد ۱۳

امان ۱۳۵۱ هش

مارچ ۱۹۷۲ء

شمارہ ۳

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

امان ۱۳۵۱ ہش

محرم ۱۳۹۲ ہجری مارچ ۱۹۷۲ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

چندہ سالانہ: آٹھ روپے

فی پرچہ ۷۵ پیسے

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم
مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت ... دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۱۳ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۳

امان ۱۳۵۱ ہش

شہادتِ حق کی حجت پوری کرنا امتِ مسلمہ کی ایک اہم ذمہ داری ہے

اِس ذمہ داری کی ادائیگی سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان تجدیدی کارنامہ

اِس آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اِس لئے مبعوث فرمایا تاکہ وہ عظیم الشان غرض جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ امتِ مسلمہ کو قائم اور اسے خیرِ امت کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا اور یہ امت اسے فراموش کر بیٹھی تھی اسے ازسرِ نو پورا کرنے کے سامان کئے جائیں۔ قبل اس کے کہ ہم اِس امر پر روشنی ڈالیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اُس غرض کو کس شان سے پورا کر دکھایا یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ امتِ مسلمہ کے قیام کی غرض کیا ہے؟

"امتِ مسلمہ" کے نام سے مستقل بنیادوں پر ایک مستقل امت کے قیام کی غرض اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ تا یہ امت بندگانِ خدا پر شہادتِ حق کی حجت پوری کرے اور قیامت تک ہر زمانہ میں پوری کرتی چلی جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کے افراد کو اِس غرض کے پورا کرنے سے متعلق ان کی اہم ذمہ واری یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَکَذٰلِکَ جَعَلۡنٰکُمۡ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوۡنُوۡا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ
وَیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَیۡکُمۡ شَھِیۡدًا　　(البقرہ آیت ۱۴۴)

اور (اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی ہے) اُسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلےٰ درجہ کی

امت بنایا ہے تاکہ تم (دوسرے) لوگوں کے نگران بنو (یعنی ان پر شہادتِ حق کی حجت پوری کرو) اور یہ رسول تم پر نگران ہو۔ مراد یہ کہ جس طرح اس رسول نے تم پر شہادتِ حق کی حجت پوری کی ہے اسی طرح تم تمام دوسرے انسانوں پر شہادتِ حق کی حجت پوری کرتے چلے جاؤ)

امت مسلمہ کے قیام کی غرض کو واضح فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس غرض کو پورا کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں اور اس طرح عنداللہ سرخرو ٹھہریں چنانچہ فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ (مائدہ آیت ۹)

یعنی اے لوگو جو ہمارے رسول کی طرف سے تم پر شہادتِ حق کی حجت پوری ہونے کے نتیجہ میں ایمان لے آئے ہو انصاف کے ساتھ دوسروں پر شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کے لئے خدا کی راہ میں استادہ ہو جاؤ

نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں پر شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کا حکم دیا بلکہ اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنے اور اس بارہ میں غفلت برتنے کو ایک خطرناک جرم قرار دیا اور انہیں خبردار فرمایا:۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

یعنی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اس شہادتِ حق کو جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے ہو، چھپائے۔ اور اللہ اس سے ہرگز ناواقف نہیں جو تم کرتے ہو۔

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ امت مسلمہ کے قیام کی غرض اس امت کے ذریعہ روئے زمین کے تمام دوسرے لوگوں پر شہادتِ حق کی حجت کو پورا کرنا ہے۔ سب سے اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کا طریق کیا ہے؟ سو قرآنی احکام کی رو سے دوسروں پر شہادتِ حق کی حجت پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ قول اور فعل ہر دو کے ذریعہ اسے پورا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف ایمان لانے اور زبان سے اقرار کرنے کو کافی قرار نہیں دیا بلکہ ساتھ کے ساتھ اعمالِ صالحہ بجا لانے پر بہت زور دیا ہے۔ اور اس امر پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے کہ انسان محض زبان سے تو ایمان لانے کا اقرار کرے لیکن عمل اس زبانی اقرار کے مطابق نہ ہو جیسا کہ فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ (الصف آیت ۳ و ۴)

یعنی اے مومنو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اس بات کا دعوے کرنا جو تم کرتے نہیں اللہ

کو بہت ناپسند ہے۔

جس طرح خود اپنے ایمان کا زبانی اقرار کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ عمل سے اُس اقرار کا ثبوت دیا جائے اسی طرح دوسروں پر شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ یہ حجت زبان اور عمل دونوں سے پوری کی جائے یعنی قولی اور فعلی طور پر اس حجت کا پورا کرنا ضروری ہے۔ جس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو مسیح موعود اور ایک عظیم الشان مامور کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث فرمایا۔ روئے زمین کے مسلمان قولی اور فعلی طور پر شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کی ذمہ داری ادا کرنے سے بالکل غافل ہو چکے تھے اور جنہوں نے ابھی تک آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا وہ ہنوز غفلت ہی کا شکار ہیں۔ چنانچہ سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے اپنے ایک مضمون میں مسلمانوں کی اس غفلت کا بہت ہی دردانگیز نقشہ پیش کیا ہے۔ وہ قولی شہادت کے بارہ میں مسلمانوں کی بے حسی کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد آخر میں رقمطراز ہیں:۔

"ہمارے عوام شہادت دے رہے ہیں کہ ان کے پاس زبان کا کوئی مصرف دنیا اور اس کے معاملات کے سوا نہیں ہے اور وہ کوئی ایسا دین رکھتے ہی نہیں جس کا وہ چرچا کریں یا جس کی باتوں میں وہ اپنا کچھ وقت صرف کریں۔ یہ ہے وہ قولی شہادت جو مجموعی طور پر ہماری پوری اُمت اس ملک میں ہی نہیں ساری دنیا میں دے رہی ہے۔"

(ٹریکٹ بعنوان "ہم تین چیز کی طرف بلاتے ہیں" شائع کردہ شعبۂ نشر و اشاعت جماعت اسلامی ضلع لائل پور صلا)

اور عملی شہادت کا اس سے بھی دردانگیز نقشہ کھینچنے کے بعد آخر میں انہوں نے لکھا ہے:۔

"یہ ہے وہ عملی شہادت جو تمام دنیا کے مسلمان قریباً متفق ہو کر اسلام کے خلاف دے رہے ہیں۔ ہم زبان سے خواہ کچھ کہیں مگر ہمارا اجتماعی عمل گواہی دے رہا ہے کہ اس دنیا کا کوئی طریقہ ہمیں پسند نہیں اور اس کے کسی قانون میں ہم اپنی فلاح و نجات نہیں پاتے۔" (ایضاً صفحہ ۱۵)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عظیم الشان تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ آپؑ نے اسلام کے ایک فتح نصیب جرنیل کی حیثیت سے شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کا فریضہ نہ صرف خود نہایت شان اور آب و تاب سے سرانجام دیا بلکہ آپ نے دنیا میں اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنا مال اپنی جان اپنا سب کچھ قربان کرنے والے اور اس طرح دنیا پر شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے والے مخلص اور فدائی مسلمانوں کی ایک جماعت قائم کر دکھائی۔ آپؑ نے یہ فریضہ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح آشکار کرنے والے زبردست دلائل کے انبار لگا کر ادیانِ باطلہ کا بطلان ثابت کرنے کے لئے ان پر بھرپور وار کر کے اسلام کی تائید میں تازہ بتازہ آسمانی نشان دکھا کر اور تمام دیگر ادیان کو

نشان نمائی میں مقابلہ کی دعوت دے کر نیز اپنی خداداد قوتِ قدسیہ کی بدولت اپنے متبعین کی زندگیوں میں پاک تبدیلی کے ذریعہ ان کے اندر خدمتِ اسلام کی خاطر بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرنے کا جذبہ پیدا کر کے اور اس طرح انہیں قومی اور فعلی طور پر شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کی اہلیت سے بہرہ ور کر کے اس شان سے ادا فرمایا ہے کہ اپنے اور پرائے سب عش عش کر اٹھے۔

آپؑ نے شہادتِ حق کی حجت دنیا پر پوری کرنے کے ضمن میں اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے ایک دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کے رو سے اس کو یقین آ جائے کہ خدا ہے۔ کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی۔ سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے۔" (تریاق القلوب ص)

نیز اس ضمن میں مزید فرمایا:-

"خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارقِ غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائلِ عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرما دے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے اور اسی ارادہ کی وجہ سے خداوند کریم نے اس عاجز کو یہ توفیق دی کہ اتماماً للحجۃ دس ہزار روپیہ کا اشتہار کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا اور دشمنوں اور مخالفوں کی شہادت سے آسمانی نشان پیش کئے گئے اور ان کے

معارضہ اور مقابلہ کے لئے تمام مخالفین کو مخاطب کیا گیا۔ تا کوئی دقیقہ اتمام حجت کا باقی نہ رہے اور ہر ایک مخالف اپنے مغلوب اور لاجواب ہونے کا آپ گواہ ہو جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو خداوند کریم نے اسبابِ خاصہ سے اس عاجز کو مخصوص کیا ہے اور ایسے زمانہ میں اس خاکسار کو پیدا کیا ہے جو اتمام خدمت تبلیغ کے لئے نہایت ہی معین و مددگار ہے۔ اس لئے اس نے اپنے تفضلات و عنایات سے یہ خوشخبری بھی دی ہے۔ کہ روز ازل سے یہی قرار یافتہ ہے کہ آیت کریمہ متذکرہ بالا اور نیز آیت واللہ متم نورہٖ کا روحانی طور پر مصداق یہ عاجز ہے اور خدا تعالیٰ ان دلائل و براہین کو ان سب باتوں کو جو اس عاجز نے مخالفوں کے لئے لکھے ہیں خود مخالفوں تک پہنچا دے گا۔ اور ان کا عاجز اور لاجواب اور مغلوب ہونا دنیا میں ظاہر کر کے مفہوم آیت متذکرہ بالا کا پورا کر دے گا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۰۲، ۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ ع۳)

جب اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے تحت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کا کارنامہ نہایت شان سے سرانجام دے کر اسلام کے مقابلہ میں تمام ادیانِ باطلہ کو عاجز کر دکھایا تو آپ نے اپنے بعض الہامات درج فرما کر جن میں آپ کے ذریعہ دنیا میں اسلام کی صداقت روزِ روشن کی طرح آشکار ہونے کی بشارت دی گئی تھی اپنی کتاب ’’تریاق القلوب‘‘ میں رقم فرمایا:۔

’’ان تمام الہامات میں یہ پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے اور میرے ہی ذریعہ سے دینِ اسلام کی سچائی اور تمام مخالف دینوں کا باطل ہونا ثابت کر دیگا۔ سو آج وہ پیشگوئی پوری ہوئی کیونکہ میرے مقابل پر کسی مخالف کو تاب و تواں نہیں کہ اپنے دین کی سچائی ثابت کر سکے۔ میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میری قلم سے قرآنی حقائق اور معارف چمک رہے ہیں۔ اٹھو اور تمام دنیا میں تلاش کرو کہ کیا کوئی عیسائیوں میں سے یا سکھوں میں سے یا یہودیوں میں سے یا کسی اور فرقہ میں سے کوئی ایسا ہے کہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے اور معارف اور حقائق کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔ میں وہی ہوں جس کی نسبت یہ حدیث صحاح میں موجود ہے کہ اس کے عہد میں تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی مگر اسلام کہ وہ ایسا چمکے گا جو درمیانی زمانوں میں کبھی نہیں چمکا ہوگا۔‘‘

(تریاق القلوب صفحہ ۶۲)

الغرض حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کا فریضہ اس شان سے ادا فرمایا کہ مخالف ادیان کا بطلان ثابت ہوا اور ان کے بالمقابل اسلام کی صداقت آشکار ہوئے بغیر نہ رہی۔ پھر آپؑ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے

ایک ایسی جماعت قائم کرائی جو دنیا بھر میں شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور تھی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا آسمانی نظام قائم کر کے اس امر کا انتظام فرمایا کہ آپ کے ذریعہ قائم ہونے والی اس خدائی جماعت کے افراد ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفۂ برحق کی آسمانی قیادت میں دنیا بھر میں قولی اور فعلی ہر دو لحاظ سے شہادتِ حق کی حجت پوری کرتے چلے جائیں تا آنکہ اسلام عملاً پوری دنیا پر غالب آ جائے۔

اس میں کیا شک ہے اور کون اس امر سے انکار کر سکتا ہے کہ آج پوری ملّتِ اسلامیہ میں صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جسے دنیا بھر میں شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ آج مشرق و مغرب کے ہر براعظم اور قریب قریب ہر ملک میں جماعت احمدیہ کے سرفروش مجاہدینِ اسلام قولی اور فعلی اعتبار سے اشاعتِ اسلام کا فریضہ ادا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ وہ ہر ملک میں اور ہر قوم کے پاس پہنچ کر اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے زور سے سب کا منہ بند کر رہے ہیں اور لوگوں کو حلقہ بگوشِ اسلام بنا کر اور ان میں بھی خدمتِ اسلام کی تڑپ پیدا کر کے انہیں اس قابل بنا رہے ہیں کہ وہ بھی اشاعتِ اسلام کا فریضہ ادا کر کے شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس طرح دنیا میں شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کا سلسلہ دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے اور اس طرح غلبۂ اسلام کے دن قریب سے قریب تر آ رہے ہیں۔ بالخصوص خلافتِ ثالثہ کے نئے مقدس و بابرکت دور میں بیرونی ممالک میں تبلیغی مشنوں کے قیام، مساجد کی تعمیر اور قرآن مجید کے تراجم کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کے ساتھ ساتھ احمدیہ ہسپتالوں اور سیکنڈری سکولوں کے قیام کی وجہ سے اسلام کو جو مقبولیت حاصل ہو رہی ہے اور جس سرعت کے ساتھ لوگ اسلام کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں اس کی وجہ سے شہادتِ حق کی حجت کے پورا ہونے کی مہم نئی وسعتوں سے ہمکنار ہوتی چلی جا رہی ہے اور غلبۂ اسلام کے آثار نمایاں سے نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں۔

آج مشرق و مغرب کے امصار و دیار میں جماعت احمدیہ کو منفرد طور پر خدمت و اشاعت اسلام کی جو غیر معمولی توفیق مل رہی ہے اور اس کے نتیجہ میں غلبۂ اسلام کی راہ ہموار سے ہموار تر ہوتی چلی جا رہی ہے، یہ ثمرہ ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اس عظیم الشان تجدیدی کارنامہ کا جو آپ نے اپنے متبعین کو شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور کرنے کے سلسلہ میں سرانجام دیا جوں جوں دنیا بھر میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی مہم تیز سے تیز تر اور وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے اور اس کے خوشکن نتائج منصۂ شہود پر آ آ کر غلبۂ اسلام کے آثار کو روشن سے روشن تر کرتے جا رہے ہیں، دنیا پر آپ کے اس عظیم الشان تجدیدی کارنامے کی عظمت و اہمیت پہلے سے کہیں بڑھ کر شان کے ساتھ آشکار ہوتی چلی آ رہی ہے۔ صرف اور صرف آپ ہی کی قائم کردہ جماعت کو قولی اور فعلی اعتبار سے شہادتِ حق کی حجت پوری کرنے کی توفیق کا ملنا اور نسلاً بعد نسلٍ ملتے چلے جانا اس امر کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا یہ تجدیدی کارنامہ معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہے اور اس آخری زمانہ میں اس کی انجام دہی اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم الشان مامور کی حیثیت سے آپ ہی کے لئے مقدر تھی۔

(کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ اے غافلو! اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آگیا

پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا سے رو رو کر ہدایت چاہو

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے معاً بعد ایک دنیا کو موجودہ زمانہ میں رونما ہونے والے فتنوں سے نہایت زوردار الفاظ میں خبردار فرمایا اور دنیا کو خدائی امان کے نیچے جمع ہونے کے لئے پکارا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"کیا ابھی اس آخری مصیبت کا وہ وقت نہیں آیا جو اسلام کے لئے دنیا کے آخری دنوں میں مقدر تھا؟ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور زمانہ بھی آنے والا ہے جو قرآن کریم اور احادیث کی رُو سے ان موجودہ فتنوں سے کچھ زیادہ فتنے رکھتا ہوگا؟ سو بھائیو! تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور خوب سوچ لو کہ وقت آگیا۔ اور بیرونی اور اندرونی فتنے انتہاء کو پہنچ گئے۔ اگر تم ان تمام فتنوں کا ایک پلہ میزان میں رکھو اور دوسرے پلہ کے لئے تمام حدیثوں اور سارے قرآن کریم میں تلاش کرو تو ان کے برابر کیا ان کا ہزارم حصہ بھی وہ فتنے قرآن اور حدیث کی رو سے ثابت نہیں ہوں گے پس وہ کونسا فساد کا زمانہ اور کس بڑے دجّال کا وقت ہے جو اس زمانہ کے بعد آئے گا اور فتنہ اندازی کی رو سے اس سے بدتر ہوگا۔ کیا تم ثابت کرسکتے ہو کہ ان فتنوں سے بڑھ کر قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں ایسے اور فتنوں کا پتہ ملتا ہے جن کا اب نام و نشان نہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم ان فتنوں کی نظیر تلاش کرنے کے لئے کوشش کرو یہاں تک کہ اس کوشش میں مر بھی جاؤ۔ تب بھی قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوگا کہ کبھی کسی زمانہ میں ان موجودہ فتنوں سے بڑھ کر کوئی اور فتنے بھی آنے والے ہیں۔

صاحبو! یہاں وہ دجالیتیں پھیل رہی ہیں جو تمہارے فرضی دجال کے باپ کو بھی یاد نہیں ہونگی۔ یہ کارروائیاں خلق اللہ کے اغوا کے لئے ہزارہا پہلو سے جاری کی گئی ہیں جن کے لکھنے کے لئے بھی ایک دفتر چاہیئے اور ان بیسا مخالفین کو

کامیابی بھی اس اعلیٰ درجہ کی ہوئی ہے کہ دلوں کو ہلا دیا ہے۔ اور ان کے مکروں نے عام طور پر دلوں پر سخت اثر ڈالا ہے اور ان کی طبیعی اور فلسفہ میں ایسی شوخی اور بے باکی کا تخم پھیلا دیا ہے کہ گویا ہر ایک شخص اس کے فلسفہ دانوں میں سے انا الموجب ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ پس جاگو اور اٹھو اور دیکھو کہ کیسا وقت آ گیا اور سوچو کہ یہ موجودہ خیالات توحید محض سے کس قدر مخالف ہیں۔ یہاں تک کہ خدا کی قدرت کا خیال بھی ایک بڑی نادانی کا طریق سمجھا جاتا ہے۔ اور تقدیر کے لفظ کو منہ پر لانے والا بڑا بے وقوف کہلاتا ہے اور فلسفی دماغ کے آدمی دہریت کو پھیلاتے جاتے ہیں اور اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ تمام کل الوہیت کی کسی طرح ہمارے ہاتھ میں ہی آ جاوے۔ ہم ہی جب چاہیں وباؤں کو دور کر دیں۔ موتوں کو ٹال دیں اور جب چاہیں بارش برسا دیں۔ کھیتی اگالیں اور کوئی چیز ہمارے قبضۂ قدرت سے باہر نہ ہو۔ سوچو کہ اس زمانہ میں ان بے راہیوں کا کچھ انتہا بھی ہے۔ ان آفات نے اسلام کے دونوں بازوؤں پر تبر رکھ دیا ہے۔

اے سونے والو بیدار ہو جاؤ اے غافلو اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلاب عظیم کا وقت آ گیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا اور تضرع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے کا اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم جو موجودہ ظلمت کو بھی بتمام و کمال دیکھ لو اور نیز اس نور کو بھی جو رحمت الٰہیہ نے اس ظلمت کو مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بددعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بے وقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا اور اپنے بندہ کا مددگار ہوگا اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے۔ پھر وہ جو دانا و بینا اور ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اس پودہ کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کر رہا ہے۔ جبکہ تم انسان ہو کر ایسا کام کرنا نہیں چاہتے۔ پھر وہ جو عالم الغیب ہے۔ جو ہر ایک دل کی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیوں ایسا کام کرے گا۔ پس تم خوب یاد رکھو کہ تم اس لڑائی میں اپنے ہی اعضاء پر تلواریں مار رہے ہو۔ سو تم ناحق آگ میں ہاتھ مت ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آگ بھڑکے اور تمہارے ہاتھ کو بھسم کر ڈالے۔ یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو بہتیرے اس کے نابود کرنے والے پیدا ہو جاتے۔ اور نیز یہ اس اپنی عمر تک بھی ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے۔ کیا تمہاری نظر میں کبھی کوئی ایسا مفتری گزرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر افترا کر کے کہ وہ مجھ سے ہمکلام ہے پھر اس مدت مدید کے سلامتی کو پا لیا ہو۔ افسوس کہ تم کچھ بھی نہیں سوچتے اور قرآن کریم کی ان آیتوں کو یاد نہیں کرتے جو خود نبی کریمؐ کی نسبت اللہ جلشانہ فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو ایک ذرہ مجھ پر افترا کرتا تو میں تیری رگ جان کاٹ دیتا۔ پس نبی کریمؐ سے زیادہ تر کون عزیز ہے کہ جو اتنا بڑا افترا کر کے اب تک بچا رہے بلکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال بھی ہو۔ سو بھائیو نفسانیت سے باز آ جاؤ اور جو باتیں خدا تعالیٰ کے علم سے خاص ہیں۔ ان میں حد سے بڑھ کر ضد مت

کرو اور عادت کے سلسلہ کو توڑ کر اور ایک نئے انسان بن کر تقویٰ کی راہوں پر قدم رکھو تا تم پر رحم ہو اور خدا تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دیوے سو ڈرو اور باز آجاؤ۔ کیا تم میں ایک بھی رشید نہیں؟ وان لم تنتھوا فسوف یاتی اللّٰہ بنصرۃ من عندہ وینصر عبدہ ویمزق اعداءہ ولا تضرونہ شیئًا" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۲-۵۵)

"یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں ان کے لئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذاب میں ہو سکتی ہے؟ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو اور یہ اس کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اس نے ہزارہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غم خوار ہوئے اور ناشناسا ہو کر پھر آشناؤں کا ادب بجا لائے۔ خدا تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا اور حضرت عزت میں اس کی عزت کیا۔ مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی۔ تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا۔ اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حکم بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے۔ اور انانیت کی جلد سے باہر آگیا ہے۔ مجھے آہ کھینچ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے جو ان راستبازوں کو ملیں گے جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا۔ اور جو اللہ جل شانہٗ کی چادر کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا اس کی خوشبو ان کو آگئی۔ انسان کا اس میں کیا کمال ہے کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ و جلال میں دیکھ کر پھر اس کو سلام کرے۔ باکمال آدمی وہ ہے گداؤں کے پیرایہ میں اس کو پاوے اور شناخت کر لیوے۔ مگر میرے اختیار میں نہیں کہ یہ زیرکی کسی کو دوں۔ ایک ہی ہے جو دیتا ہے وہ جس کو عزیز رکھتا ہے ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے انہیں باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں اور یہی باتیں ان کے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے زیادہ تر کجی کا موجب ہو جاتی ہیں" (آئینہ کمالات اسلام ص۲۴۹-۲۵۰)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَلَوْلَا مِنَ الرَّحْمٰنِ فَضْلٌ اُتَبَّرُ

(اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا)

وَلَیْسَ عِلَاجُ الْوَقْتِ اِلَّا اِطَاعَتِیْ　　　اَطِیْعُوْنِ فَالطَّاعُوْنُ یُفْنٰی وَیُدْحَرُ

اور تمام موجود الوقت آفات کا علاج میری اطاعت میں ہے۔ میری اطاعت کرو تو طاعون دور ہو جائے گی۔

وَقَدْ ذَابَ قَلْبِیْ مِنْ مَّصَائِبِ دِیْنِنَا　　　وَاَعْلَمُ مَا لَا یَعْلَمُوْنَ وَاُبْصِرُ

اور میرا دل دین کی مصیبتوں سے گداز ہو گیا ہے۔ اور مجھے وہ باتیں معلوم ہیں جو انہیں معلوم نہیں

وَبَثِّیْ وَحُزْنِیْ قَدْ تَجَاوَزَ حَدَّهٗ　　　وَلَوْلَا مِنَ الرَّحْمٰنِ فَضْلٌ اُتَبَّرُ

اور میرا غم اور حزن حد سے بڑھ گیا ہے۔ اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا

وَعِنْدِیْ دُمُوْعٌ قَدْ طَلَعْنَ الْمَاقِیَا　　　وَعِنْدِیْ صُرَاخٌ لَّا یَرَاهُ الْمُکَفِّرُ

اور میرے پاس وہ آنسو ہیں جو گوشہ آنکھ پر چڑھ رہے ہیں اور میرے پاس وہ آہ ہے جسے مجھے کافر کہنے والا نہیں دیکھ سکتا

وَلِیْ دَعَوَاتٌ صَاعِدَاتٌ اِلَی السَّمَا　　　وَلِیْ کَلِمَاتٌ فِی الصَّلَابَةِ تَقْعَرُ

اور میری وہ دعائیں ہیں جو آسمان پر چڑھ رہی ہیں اور میری وہ باتیں ہیں جو پتھر میں دھنس جاتی ہیں۔

وَاُعْطِیْتُ تَاثِیْرًا مِّنَ اللّٰهِ خَالِقِیْ　　　وَتَأْوِیْ اِلٰی قَوْلِیْ قُلُوْبٌ تُطَهَّرُ

اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو میرا پیدا کرنے والا ہے ایک تاثیر دیا گیا ہوں اور میری بات پر پاک دل مائل ہو رہے ہیں۔

(اعجاز احمدی)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا بروئے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

(خدا میری پچھلی رات کی دعاؤں کی قبولیت کو دنیا پر نازل کرے)

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبانِ حق　　نمے گردد بیاں آں درد از تقریرِ کوتاہم

حق کے متلاشیوں کے واسطے میرے دل میں جو درد پنہاں ہے میں اسے الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

دل و جانم چناں مستغرق اندر فکرِ اوشان است　　کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم

میرا دل اور میری جان ایسے لوگوں کی فکر میں اس درجہ مستغرق ہے کہ مجھے نہ اپنے دل کی کچھ خبر ہے اور نہ جان ہی کا کچھ ہوش ہے

بدیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم　　ازیں در لذتم کز درد مے خیزد زِ دل آہم

میں اسی پر خوش ہوں کہ میں مخلوقِ خدا کا غم خوار ہوں اور اس غم خواری کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے میں اسی میں مگن ہوں

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است　　ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

میرا مقصود و مطلوب اور میری تمنا خدمتِ خلق ہے۔ یہی میرا کام اور میری ذمہ داری ہے اور یہی میرا شعار اور میرا طریق ہے

نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا　　کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم

وعظ و نصیحت کے کوچہ میں مَیں نے کسی ذاتی خواہش سے قدم نہیں رکھا یہ مخلوقِ خدا کی ہمدردی ہی ہے جو مجھے اس میں کھینچ لائی ہے۔

غمِ خلقِ خدا صرف از زباں خوردن چہ کار است　　گرش صد جاں بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم

محض زبان سے خلقِ خدا کی غم خواری کا دم بھرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے میری تو یہ حالت ہے کہ سو جانیں بھی قربان کردوں تو بھی معذرت خواہ ہی رہونگا

چو شامِ پُر غبار و تیرہ حالِ عالمے بینم　　خدا بروئے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

جب دنیا کی تاریکی اور اس کے تباہ حال کو دیکھتا ہوں تو کہہ اٹھتا ہوں کہ خدا میری پچھلی رات کی دعاؤں کی قبولیت کو اس پر نازل کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے تمام اقوال دراصل قرآن کریم کی تفسیر ہیں

تقویٰ کے متعلق حضورؑ کے بعض ارشادات اور ان کی قرآنی حکمت

ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

اس مضمون کو کہ تقوے کا تعلق تمام ہی نیکیوں سے ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "تقوے ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے" (ایام الصلح) تقوے ایک ایسا قلعہ ہے کہ جب اس کے اندر نیک اقوال اور صالح اعمال داخل ہوجائیں تو وہ شیطان کے ہر حملہ سے محفوظ ہوجاتے ہیں لیکن اگر کوئی عمل بظاہر کتنا ہی پاکیزہ اور صالح کیوں نظر نہ آتا ہو۔ اگر وہ اس قلعہ میں داخل نہیں تو شیطان کی زد میں ہے۔ کسی وقت وہ اس پر کامیاب حملہ کرسکتا ہے کیونکہ اگر تقویٰ نہیں تو کبر پیدا ہوسکتا ہے، ریا پیدا ہوسکتا ہے عجب پیدا ہوسکتا ہے۔ اگر تقوے ہے تو ان میں سے کوئی بدی پیدا نہیں ہوسکتی۔ یعنی شیطان کامیاب وار نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ قرآن کریم میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابھی جو فقرہ میں نے پڑھا ہے وہ معنوی لحاظ سے اسی کا ترجمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ دخان میں فرماتا ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ کہ متقی یقیناً ایک امن والے محفوظ مقام میں ہیں۔ تو یہی وہ حصنِ حصین ہے یہی امین کے معنے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں کہ محفوظ اور امن میں وہی ہے جو تقوے پر مضبوطی سے قائم ہوتا ہے۔ جو تقوے پر قائم نہیں وہ امن میں نہیں وہ خطرہ میں ہے وہ حفاظت میں نہیں خوف کی حالت میں ہے اور ایسا شخص مقام امین میں نہیں ہے۔ بلکہ اس مقام پر ہے جسے دوسرے لفظوں میں جہنم کہا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم نے ہی تقوے کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے معنوی لحاظ سے حصن حصین کا تخیل پیش کیا ہے کہ سوائے تقویٰ کی راہوں پر چل کر کوئی شخص امن میں نہیں رہ سکتا۔ کوئی اور ذریعہ نہیں ہے اس مضبوط قلعہ میں داخل ہونے کا سوائے تقوے کے دروازے کے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی مضمون کو ایک دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

ہر نیکی خواہ وہ قولی ہو یا فعلی وہ تقوےٰ کی جڑ سے نکلتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو سینکڑوں احکام دیئے ہیں۔ جب ہم ان پر عمل کرتے ہیں اور اس رنگ میں عمل کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنیں اور اللہ تعالیٰ کی جنت کے درختوں کی شاخیں ہو جائیں اور ان درختوں کے لئے پانی کا کام دیں۔ تو یہ اسی وقت ہوتا ہے جب یہ شاخیں تقوےٰ کی جڑ سے نکلیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اقوال دراصل قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تخیل پیش کیا۔ کہ ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے

یہ قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر ہے کہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ایک کلام پاک (یعنی قرآن کریم) کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ یعنی وہ ایسا (کَلِمَۃً طَیِّبَۃً) ہے جس کی مثال ایک پاک درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوطی سے قائم ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ متقی بناتا اور تقوےٰ کی راہوں پر ثبات قدم عطا کرتا ہے۔ اور اس طرح اس کی جڑ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاتی ہے۔ پھر اس سے شاخیں پھوٹتی ہیں جو اعتقاداتِ صحیحہ ہیں۔ یعنی انسان کے اعتقادات شاخوں کی شکل اختیار کرتے ہیں (تمثیلی زبان میں) جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہے اور یہ وہ درخت ہے جس کی ہر شاخ آسمان پر جانے والی ہے۔ اعمال صالحہ کے پانی سے پرورش پانے کی وجہ سے یعنی کوئی بدی والا حصہ اس کے اندر نہیں۔ ہر شاخ جو ہے وہ صحت مند اور نشوونما پانے والی ہے اور آسمانوں تک پہنچتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا ہے کہ جب تقویٰ کی جڑ مضبوط ہو اور اس جڑ سے نیکی کی اور پاکیزگی کی اور صلاح کی شاخیں نکلیں تو وہ شاخیں نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرتی ہیں اور روحانی بلندیوں تک پہنچتی ہیں بلکہ اس دنیا میں بھی (اخروی زندگی میں تو ہوگا ہی) ان شاخوں کو تازہ بتازہ پھل لگتا رہتا ہے جس سے انسان فائدہ حاصل کرتا ہے۔ یعنی اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا انسان کو حاصل ہو جاتی ہے اور روح کو ہر لحظہ ایک لذت اور سرور حاصل ہوتا رہتا ہے۔ ان پھلوں کے کھانے سے جن کا کھانا روحانی طور پر ہے۔ لیکن جب تک وہ پھل نہ ملیں وہ خوشحالی حاصل نہیں ہو سکتی وہ لذت اور سرور حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ پھل مل نہیں سکتے جب تک اعتقادات جو ہیں وہ صحیح نہ ہوں اور اعمال صالحہ ان کو سیراب نہ کریں اور تقوےٰ کی جڑ سے نکل کے آسمانوں تک نہ پہنچیں۔ اسی صورت میں اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہمارے کسی فعل کو قبول کر لینا ہی اس کا پھل ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں انسان کو اس کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

پس ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے۔ جو شخص تقوےٰ کی جڑ تو نہیں رکھتا لیکن بظاہر ہر قسم کی نیکیاں بجا لاتا ہے۔ اسے فائدہ ہی کیا۔ کیونکہ اس سے وہ شاخیں نہیں پھوٹ سکتیں جو خدا تعالیٰ کے عرش تک پہنچتی ہیں۔ نہ وہ پھل لگ سکتے ہیں جو پھل کہ دوسری صورت میں ان شاخوں کو

لگا کرتے ہیں اور روحانی سیری کا موجب بنتے ہیں۔

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے ایک جگہ یوں فرمایا ہے کہ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتا ہے" (آئینہ کمالاتِ اسلام) ہر وہ پاک اعتقاد یا عمل صالح جو نور کے ہالہ میں لپٹا ہوا نہیں وہ رد ہونے کے قابل ہے اور رد کر دیا جاتا ہے۔ لیکن جب انسان کا قول اور فعل تقویٰ کے نور کے ہالہ میں لپٹا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ کو وہ بڑا ہی پیارا اور محبوب ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تشریح بھی کی ہے۔ آپ ہی کے الفاظ میں اس مضمون کے متعلق ایک چھوٹا سا اقتباس میں نے لیا ہے جو یہاں بیان کرتا ہوں۔ "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں ہی آپ فرماتے ہیں:

"اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ۔ یعنی اے ایمان والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ (ایک فرقان تمہیں عطا کرے گا) وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں تمہارے قویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی۔ اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۷)

تو اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ یہ اسی حقیقت کو بیان کرنے کے لئے فرمایا ہے کہ ہر وہ عمل جو تقویٰ کی جڑ سے نہیں نکلا جو تقویٰ کے قلعہ میں محفوظ نہیں۔ وہ تقویٰ کے نور کے ہالہ میں روحانی زینت نہیں رکھتا وہ رد کر دیا جاتا ہے۔ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا کرتا ہے اس کی ساری زندگی کو اس کے سارے افعال کو اس کے سارے اقوال کو اس کی ساری حرکات اور سکنات کو وہ نور عطا کرتا ہے جس نور سے ایسا متقی غیروں سے علیحدہ ہوتا اور ایک خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ ۱۹۶۸ء مطبوعہ الفضل ۷ر اپریل ۱۹۷۱ء)

ایک عظیم الشان نشان (جلسہ اعظم مذاہب)

(مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد ربوہ)

آنحضرتؐ کی غیر محدود برکات و تاثیرات } زمین کے ذروں، آسمان کے ستاروں اور سمندر کے قطروں کو گنا جاسکتا ہے مگر ہمارے سید و مولے خاتم الانبیاء، افضل الرسل والاصفیاء سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات و تاثیرات کا شمار ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں کیونکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپؐ کے قول یا آپؐ کے فعل یا آپؐ کی دعا سے ظہور میں آئے اور دوسرے وہ فوق العادت خوارق ہیں جن کا زندہ دائمی اور ابدی سلسلہ آپ کے سچے غلاموں، خادموں اور چاکروں میں قیامت تک جاری ہے اور بحرِ ذخّار کی طرح موجیں مار رہا ہے اور جس کے انوار کی اکمل اور اتم اور اعلیٰ ترین تجلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین فرزندِ جلیل سیدنا و امامنا و مرشدنا حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود کی صورت میں نمودار ہوئی چنانچہ حضرت مہدی مسعود اپنے آقا و مطاع سیدنا و سید الوریٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کرتے ہیں ؎

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ ⁂ اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش ⁂ جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
چھُو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات ⁂ لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

آسمانی نشانوں کی عالمگیر منادی } حضرت مہدی مسعود علیہ السلام نے یوں دربارِ نبوت میں نہایت عجز و نیاز کا اظہار فرماتے ہوئے یہ عالمگیر منادی فرمائی کہ:۔

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو!! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے

ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں"
(تریاق القلوب طبع اول صفحہ ۷)

نیز فرمایا:- "خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

مگر ساتھ ہی یہ بھی وضاحت فرمائی کہ:-

"ہمارا اصل منشاء اور مدعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے اور آپؐ کی عظمت کو قائم کرنا۔ ہمارا ذکر تو ضمنی ہے اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جذب اور افاضہ کی قوت ہے اور اسی افاضہ میں ہمارا ذکر ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۶۹)

مسیح موعودؑ کے نشانات دراصل آنحضرتؐ کے زندہ معجزات ہیں } مزید فرمایا:-

"یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات ہی وہ معجزات کہلاتے ہیں جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں پس جو نشانات خوارق عادت مجھے دیئے گئے ہیں جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے۔ یہ دراصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۱۲)

ربِ جلیل کے برگزیدہ اور زندہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ان بے شمار زندہ معجزات میں سے جو آنحضورؐ کے فیض آسمانی، زبردست قوتِ قدسیہ اور بے مثال روحانی توجہ کی بدولت انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں ظاہر ہوئے، جلسۂ اعظم لاہور کا ایمان افروز نشان اپنی نوعیت کا ایک واحد اور مثالی واقعہ ہے، جو تاریخِ اسلام میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

نشان جلسہ اعظم مذاہب کا خلاصہ حضرت سلطان القلمؑ کے مقدس الفاظ میں } سیدنا حضرت مہدی مسعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد معرکۃ الآراء تالیفات اور روح پرور ملفوظات میں اس عظیم الشان علمی نشان کی تفصیل بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ اس وقت مجھے حضور ہی کے مبارک الفاظ میں نہایت ادب سے آپ بزرگوں، بھائیوں اور دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا ہے۔ یہ ملخص کسی ایک حرف کے اضافہ کے بغیر چونکہ لفظاً لفظاً حضرت سلطان القلم جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مقدس اور معجز نما قلم سے نکلا ہے۔ اس لئے ہر

قسم کے فیوض و برکات سے لبریز ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام سوامی شوگن چندر[1] تھا اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ کرنا چاہتا ہوں آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے۔ مَیں نے عذر کیا پر اس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں۔ چونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اس لئے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔ میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔ میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست[2] جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا۔ جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے میں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنے والے کے لئے مشکل ہو گیا کہ اس قدر جلدی اس کی نقل لکھے۔ جب ہم نے مضمون لکھا تو طبیعت بہت علیل تھی اور وقت نہایت تنگ تھا اور ہم نے مضمون جلدی کے ساتھ اسی تکلیف کی حالت میں لیٹے ہوئے لکھا اس کو سنکر احباب میں سے ایک[3] نے کچھ ناپسندیدگی کا منہ بنایا اور پسند نہ کیا کہ مذاہب کے اتنے بڑے عظیم الشان جلسہ میں وہ مضمون پڑھا جائے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ **مضمون بالا رہا**۔ سو میں نے اس خیال سے کہ ایسے مذہبی جلسہ کے موقعہ پر میرے الہامات کی سچائی لوگوں پر کھل جائے قبل اس کے کہ لوگ اپنے اپنے مضامین سناویں، اپنے اس الہام کو بذریعہ ایک اشتہار کے شائع کر دیا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ذیل میں اس اشتہار کی نقل بھی لکھ دوں کہ جو اس جلسہ مذاہب سے پہلے ہزاروں انسانوں میں شائع کیا گیا اور جس میں بآواز دہل بتلایا گیا کہ یہی مضمون تمام دوسرے مضمونوں پر غالب رہیگا۔

---

[1] رسالہ فوجی میں ایک ہیڈ کلرک تھے جو ان دنوں ملازمت ترک کر کے سادھو بن چکے تھے۔

[2] مراد حضرت منشی جلال الدین صاحب بلانوی اور حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہما ہیں۔

[3] جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے لاہور میں بعض غیر معروف مقامات پر اتنے اونچے اشتہار لگائے کہ اوّل تو کوئی دیکھے ہی نہیں اور اگر دیکھ پائے تو پڑھ نہ سکے۔ (اصحاب احمد جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۸)

اور وہ یہ ہے

"سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری

جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال[1] میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے اور جو شخص اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں[2] کے جواب سنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور نیا نور اس میں چمک اٹھے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آجائے گی۔ یہ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف کے داغ سے منزّہ ہے۔ مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے کہ تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں، شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں، خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ آریہ، خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی ہوئی۔ تب ایک شخص نے جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ اللہ اکبر خربت خیبر۔ اس کی یہ تعبیر ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلول انوار ہے اور

---

[1] عملاً اس جلسہ کا انعقاد انجمن حمایت اسلام کے ہائی سکول واقع شیرانوالہ دروازہ کے وسیع احاطہ میں ہوا ہے۔

[2] ۱۔ انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں۔ ۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔ ۳۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟ ۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟ ۵۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں۔ جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ خوب کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرلے۔ پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے الہام ہوا اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایتِ الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔ اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج کرکے بھی ان معارف کے سننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ ان کی عقل و ایمان کو اس سے وہ فائدے ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کرسکتے ہوں گے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء"

یہ اشتہار لاہور کے جلسہ مذاہب سے پہلے نہ صرف لاہور[1] میں ہی مشتہر کیا گیا بلکہ جلسہ مذکورہ کی تاریخوں سے کئی دن پیشتر پنجاب کے اکثر شہروں میں اور ہزارہا لوگوں میں بکثرت شائع ہوچکا تھا خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اس مجمع میں پڑھا گیا تو اس کے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالمِ وجد تھا اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی۔ جس رنگ اور نورانیت کی قبولیت میرے مضمون کے پڑھنے میں پیدا ہوئی اور جس طرح دلی جوش سے لوگوں نے مجھے اور میرے مضمون کو عظمت سے دیکھا کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں۔ اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا اثر ہوا تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہو گئے تھے۔ ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دستِ غیب اس کو کشاں کشاں عالمِ وجد کی طرف لے جا رہا ہے۔ اس جلسہ میں اکثر لوگ زار زار رو رہے تھے۔ یہ جلسہ اس مضمون کے پڑھنے سے گویا ایک صوفیاء کرام کی مجلس تھی۔ تمام زبانیں سکتہ کے عالم میں تھیں اور آنسو جاری تھے اور لذت اور وجد سے دل رقص کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے، ان کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین سے بالا رہا۔ مضمون چونکہ پانچ سوالات مشتہرہ کے ہر ایک پہلو کے متعلق تھا۔ اس لئے اس کے پڑھنے کے لئے مقررہ وقت کافی نہ تھا۔ لہٰذا تمام حاضرین

---

[1] حضرت اقدس کے حکم پر یہ تاریخی اشتہار حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ؓ قادیان سے چھپوا کر خواجہ صاحب کو دینے کے لئے لاہور تشریف لائے اور انہیں حضورؑ کا یہ پیغام بھی پہنچایا کہ "اس کی خوب اشاعت کریں۔ ضرورت ہو تو وہیں چھپوا لیں۔

(اصحاب احمد جلد ۱۰ صفحہ ۲۵)

کے انشراحِ صدر سے درخواست کرنے پر اس کے پڑھنے کے لئے ایک دن اور بڑھایا گیا اور یہ بھی عام قبولیت کا نشان ہے۔ اس روز ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور اسلام کے معزز رکن حبّی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بلاغت فصاحت دکھلائی کہ گویا ہر لفظ میں ان کو روح القدس مدد دے رہا تھا۔ اتمامِ تقریر کے بعد سب لوگوں نے مسلمانوں کو مبارکباد دی۔ جلسہ مذاہب میں مولوی محمد حسین نے صاف طور پر اقرار کیا تھا کہ اب معجزات اور نشانات دکھانے والا کوئی نہیں۔ شیخ محمد حسین بٹالوی بھی اس روز طوعاً وکرہاً قائل ہو گئے کہ یہ تمام تاثیر خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اور یہ مضمون اسلام کی فتح کا موجب ہوا اور اس کی تعریف میں شہر لاہور میں دھوم مچ گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے اسلام کی فتح ہوئی بلکہ ایک الہامی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔

جلسہ مذاہب کے بعد حق کے طالبوں کے دلوں پر اس پیشگوئی کا بہت ہی اثر ہوا کیونکہ جب انہوں نے دیکھا کہ درحقیقت یہی مضمون دوسرے مضمونوں پر غالب رہا اور تمام فرقوں کی عام توجہ اور رغبت اسی مضمون کی طرف ہو گئی۔ تب انصاف پسند لوگوں کے دلوں پر الہامی پیشگوئی کی سچائی نے عجیب اثر کیا یہاں تک کہ ایک صاحب نے سیالکوٹ سے مبلغ سو روپیہ اپنے جوشِ خوشی سے بھیجا کہ خدا تعالیٰ نے اس مضمون کو ایک نشان کے رنگ میں ظاہر فرمایا یعنی اس نے ایک تو ذاتی خاصیت اس مضمون میں ایسی رکھی کہ ہر ایک فرقہ کا انسان باوجود مذہبی روکوں کے بے اختیار اس مضمون کی تعریف کرنے لگا اور قریباً پنجاب کی تمام اخباریں ایک زبان سے بول اٹھیں کہ جلسہ مذاہب کے تمام مضامین کی جان یہی مضمون ہے اور سول ملٹری جو ایک۔ نیم سرکاری اخبار سمجھی جاتی ہے اس نے بھی یہی گواہی دی کہ اسی مضمون کی قبولیت ظاہر ہوئی اور آبزرور نے لکھا کہ یہ مضمون اس لائق ہے کہ انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ میں شائع کیا جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کس شوکت اور شان سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہو گئی کہ مضمون بالا رہا۔ یہ مقابلہ اس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں جن میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے لیکن جب خدا نے میرے ہاتھ سے اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُرمعارف تقریر کے پیرایہ میں ان کے مقابل پر چھوڑا تو وہ اژدھا بن کر سب کو نگل گیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک [۱]

---

[۱] ملخصاً از حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۹-۲۸۰۔ انجام آتھم صفحہ ۳۱۶-۳۱۱۔ تریاق القلوب صفحہ ۴۵-۴۴ و ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۴۔ الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۱ء صفحہ ۹ کالم ۱

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نُور لیا بارِ خدایا ہم نے

جنابِ الٰہی میں عاجزانہ دُعا بالآخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نہایت پیاری، نہایت لطیف اور نہایت جامع دعا پر ختم کرتا ہوں۔ حضورؑ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف حقیقۃ الوحی میں جلسۂ اعظم مذاہب اور دوسرے بہت سے نشانوں کا بالتفصیل تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

"اب ہم نشانوں کو اسی قدر پر ختم کرکے دعا کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار کریں اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دیں۔ اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین تیرے راستبازوں اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین" (حقیقۃ الوحی تتمہ ص۱۶۴)

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

"اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچالیا بلکہ اسکو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے بالا ہے"۔ (اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

آخری گیت

(مکرم جناب روشن دین صاحب تنویر مرحوم)

زمانے کی کچھ ٹھوکریں اور کھا لوں
میں سوئی ہوئی زندگی کو جگا لوں
ذرا اور بھی تیز اسے دورِ گردوں
خلش اپنے پاؤں کی میں بھی مٹا لوں
کبھی یہ تقاضا ہے دل کی تڑپ کا
کہ حلقے ترے دام کے توڑ ڈالوں
کبھی چاہتا ہوں کہ سو جاؤں ایسا
تیری گود کو اپنا مرقد بنا لوں
ترا حُسن ہٹ جائے گر درمیاں سے
تو دردِ محبت کی تقدیر پا لوں
خدا کے لئے اور اتنا تو ٹھہرو
کہ مَیں جتنے عرصہ میں دنیا سے جا لوں
بہار ایسی آئے نہ آئے چمن میں
ذرا ٹھہرو میں آخری گیت گا لوں
مسرت کی تنویرؔ فرصت ہے اتنی
کہ چاہوں تو دو چار آنسو بہا لوں

جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات

اشاعتِ اسلام

(مکرم نسیم سیفی صاحب قائد عمومی مجلس مرکزیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت مسلمانوں کی جو حالت تھی اس کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ سر سید احمد خاں نے لنڈن سے نواب وقار الملک کو لکھا کہ میں قسمیہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے مسلمانوں کی بہتری ترقی اور درستیٔ اخلاق کی جس پر میں کوشش کر رہا ہوں مطلق توقع نہیں ہے، مایوسی محض ہے مگر اس خیال سے کہ ہمارا فرض کوشش کئے جانا ہے کرتا ہوں۔ پس جس چیز کے حصول سے مایوسی ہو اس مایوسی کے سبب اپنا فرض کوشش ترک کر نہیں سکتا"۔ یہ خط ۱۶ ستمبر ۱۸۹۰ء کو لکھا گیا تھا۔

اس کے بعد اکبر الہ آبادی نے مسلمانوں کے متعلق اپنے خیال کا یوں اظہار کیا۔

خدا حافظ مسلمانوں کا اکبر ⁂ مجھے تو ان کی بہبودی سے ہے یاس

اور اقبال تو اس قدر مایوس تھے کہ ان کے خیال میں اگر کوئی ترقی یافتہ قوم بھی مسلمان ہو جائے تو اپنی ترقی کھو کر تنزل کے گڑھے میں جا گرے۔ انہوں نے اس بات کو یوں اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے

اگر قبول کرے دینِ مصطفےٰ انگریز ⁂ سیاہ بخت مسلماں رہے گا پھر بھی غلام

اور حالی پانی پتی کا تو پورا مسدس ہی مسلمانوں کی زبوں حالی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ یہ کون نہیں جانتا کہ یاس کے یہ خیالات کسی طرح بھی مسلمانوں میں اعتماد نہیں پیدا کر سکتے تھے اور گرتے ہوئے کو اعتماد کی ہی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اس کے دل میں حاصل کی جا سکنے والی عظمت کا یقین پیدا ہو جائے تو وہ ترقی کے لئے ہاتھ پاؤں بھی مار سکتا ہے۔ لیکن اگر یاس ہی کے خیالات اس پر مسلط رہیں تو وہ اٹھنے کی بجائے گرتا ہی چلا جائے گا۔ اعتماد اور یقین پیدا کرنے کا یہ کام اللہ تعالےٰ نے اس زمانے کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رکھ چھوڑا تھا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اعتماد و یقین سے پُر تحریرات پڑھ کر دل میں ایک امنگ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور مسلمان دل ایک دفعہ پھر اپنی عظمتِ رفتہ کو حاصل کرنے کا عزم کر لیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آ گیا۔ اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبے نے اس کی بنیاد ڈالی ہے بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہو گئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا۔ قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا پڑتے مگر اس کے باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھا لیا۔ سو شکر کرو اور خوشی سے اچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آ گیا۔ خدا تعالیٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی ایک پرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجودہ برکت کچھ بھی نہ ہو۔" (ازالۂ اوہام صلا۵)

اور اس میں کیا شک ہے کہ مسلمان تو اپنے آپ کو گڑھے میں گرے ہوئے محسوس کرتے تھے بلکہ لیڈران قوم اس بات سے مایوس ہو چکے تھے کہ اب یہ قوم کبھی پھر ترقی کر سکے گی اور اس پر وہی تازگی دوبارہ آ جائے گی جو کسی زمانہ میں اس کا حصہ رہ چکی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار ملّتِ اسلامیہ کو یہ یقین دہانی کرائی کہ غلبہ کے دن قریب ہیں اور مسلمانوں کا دین تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آ کر رہے گا اور ایک پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے جو اس مامور کو مبعوث فرمایا ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ تا اس کے ہاتھ سے دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ بخشے اور ابتداء میں ضرور ہے کہ اس مامور اور اس کی جماعت پر ظلم ہو لیکن آخر میں فتح ہو گی اور یہ دین اس مامور کے ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب آ جائے گا اور دوسری تمام ملتیں بیّنہ کے ساتھ ہلاک ہو جائیں گی۔"

(سراج منیر صفحہ ۴۳)

مسلمانوں میں قنوطیت کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ ان کے خیال میں ان کا دین موجودہ زمانے کے فلسفہ اور علم اور سائنس کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھا۔ دنیاوی وجاہت سے بھی وہ عاری ہو چکے تھے اور علمی شمعیں بھی بجھ چکی تھیں۔ تاریکی ہی تاریکی تھی۔

یہ حالت دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ علوم جدیدہ اور سائنسی ترقیات نہ صرف

یہ کہ اسلام کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں بلکہ اسلام ان پر غالب آئے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۲۵۵)

جس روحانی تلوار کا حضور علیہ السلام نے اس تحریر میں ذکر فرمایا ہے اس کا ایک پہلو وہ روحانی تحریرات ہیں جو حضور نے خزائن کی صورت میں ساری دنیا کے سامنے پیش فرمائیں اور جنہوں نے ایک دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور خیالات کی رو کو اس رنگ میں بدلا کہ ادیانِ باطلہ کے پیرو کار از خود اپنے مذاہب کے پاؤں پر کلہاڑی مارنے لگے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ اسلام کی حقانیت کے گیت گانے لگے۔

حضور علیہ السلام نے اسلام کو روشنی قرار دے کر فرمایا کہ اب یہ روشنی مظفر اور منصور ہوگی۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے مکر و فریب کچھ کام کرتے تھے اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی اور روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ہے جس میں روشنی مظفر و منصور ہو جائے گی اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔" (چشمۂ مسیحی ص۳)

اس مذہبی جنگ کی مزید وضاحت کے طور پر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مگر یہ نہیں کہ دنیا کی جنگوں کی طرح مسیح موعود کوئی جنگ کرے گا یا دنیا کے ہتھیاروں کی طرف حاجت پڑے گی بلکہ خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کے ساتھ اور نہایت قوی دلائل کے ساتھ دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دے گا اور وہی منکر رہ جائیں گے جن کے دل مسخ شدہ ہیں۔ خدا ایک ہوا چلائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی اور جس طرح بجلی مشرق اور مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی اس روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا۔ تب جو

نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے تھے وہ سمجھیں گے۔ اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی۔" (کتاب البریہ صفحہ ۲۷ حاشیہ)

یہ سب کام تدریجاً ہونا تھا چنانچہ تدریجی ترقی کے متعلق حضور فرماتے ہیں :۔

"آخر اسی طور سے صلیب توڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک محقق نظر سے اس کی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کھلیں گے یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا کیونکہ خداتعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔ اسلام ابتداء میں بھی تدریجاً ہی ترقی پذیر ہوا ہے۔ اور پھر انتہاء میں بھی تدریجاً اپنی پہلی حالت کی طرف آئے گا۔" (کتاب البریہ صفحہ ۲۶۵ حاشیہ)

حضور علیہ السلام نے ساری عمر اشاعت دین کی۔ دین کو زندہ کیا اور شریعت کو قائم کیا۔ اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں ایک ایسا بیش بہا لٹریچر پیچھے چھوڑا جسے مشعلِ راہ بنا کر حضور کی فدائی جماعت ساری دنیا میں پھیل گئی اور تبلیغِ اسلام کے ذریعہ اشاعتِ اسلام کا فریضہ احسن طریق سے سرانجام دے رہی ہے۔

اب اپنے اور پرانے اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ احمدیہ جماعت اشاعتِ اسلام کا کام نہایت احسن طریق پر کر رہی ہے۔ موج کوثر کے مصنف لکھتے ہیں :۔

"احمدی جماعت کے فروغ کی ایک وجہ ان کی تبلیغی کوششیں ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے معتقدوں کا عقیدہ ہے کہ اب جہاد بالسیف کا زمانہ نہیں بلکہ جہاد بالقلم اور جہاد باللسان یعنی تحریری اور زبانی تبلیغ کا زمانہ ہے۔ ان کے عقیدے سے تمام مسلمانوں کو اختلاف ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ جہاد بالسیف کی اہلیت نہ احمدیوں میں ہے اور نہ عام مسلمانوں میں۔ عام مسلمان تو جہاد بالسیف کے عقیدۂ خیالی دم بھر کے نہ عملی جہاد کرتے ہیں نہ تبلیغی جہاد۔ لیکن احمدی۔ تبلیغ کو فریضۂ مذہبی سمجھتے ہیں اور اس میں انہیں خاص کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے۔" (موج کوثر)

کامیابی کی ایسی لاتعداد مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا جب بلی گراہم ایک عیسائی مشہور مناد نے افریقہ کا دورہ کیا تھا اور اسے تقریباً ہر جگہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغین نے للکارا تھا تو اس کے بعد ناقابل یقین افریقہ The Incredible Africa کے مصنف نے عیسائیت کے زوال پذیر ہونے کی علامات کا ذکر کرنے کے بعد تحریر کیا کہ :۔

"برخلاف اس کے اسلام افریقہ میں عیسائیت کی نسبت تین گنا زیادہ تیز رفتاری سے پنپ رہا ہے۔ باہر کے کسی مذہب کو قبول کرنے کا سوال ہو تو اہلِ افریقہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ اس بارہ میں

مسلمانوں کی طرف رجوع کریں جن کا بجز اپنے مذہب کی اشاعت کے افریقہ کے ساتھ اور کوئی مفاد وابستہ نہیں۔ یورپین آباد کاروں کے متعلق ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیں بائیبل تو دیتے رہے۔ لیکن ساتھ کے ساتھ اس کے عوض میں ہمیں ہماری زمینوں سے محروم کرتے رہے۔ عیسائی منادبلی گراہم نے افریقہ کے دورہ سے واپس آکر وہاں عیسائیت کے زوال کی پیشگوئی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ افریقہ میں عیسائیوں کو جان بچانے کے لئے غاروں اور زمین دوز مخفیہ مقامات میں پناہ لینی پڑے گی۔"

(صفحہ ۱۸۹ و ۱۹۰)

اور یہ اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں کی گئی مساعی ہی کا خدا کے فضل سے ایک ثمرہ ہے کہ وہی عیسائی تنظیمیں جو نعوذ باللہ کعبہ پر اپنا صلیبی جھنڈا گاڑنے کی خوابیں دیکھ رہی تھیں اور برملا اس بات کا اظہار کر رہی تھیں کہ وہ دن دُور نہیں کہ جب اسلام کے نام لیوا دیکھنے تک کو کہیں نہ مل سکیں گے اب عیسائیت کے زوال کی پیشگوئیاں کر رہے ہیں۔ نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے ایک بشپ نے اپنی علاقائی کونسل کو متنبہ کیا کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت عیسائیت کے لئے خطرہ بن چکی ہے۔

کیتھولک فرقہ کے لوگ شدید قسم کے تعصب میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کسی کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ لیکن ان کے پادری بھی اب یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان کی تنظیم میں اب دراڑیں اور ان کے گلہ کے لوگ مذہب کو خیرباد کہہ رہے ہیں اور عیسائیت اپنی بقا کے لئے جان کی بازی لگائے ہوئے ہے۔

نائیجیریا میں ایک کیتھولک اخبار نے مسلمانوں کی ترقی کو خصوصیت کے ساتھ احمدیہ جماعت کی مساعی کا نتیجہ بتایا بلکہ اس سے آگے بڑھتے ہوئے اس نے یہ بھی کہا کہ اگر احمدیہ جماعت کی مساعی مسلمانوں میں بیداری پیدا کر سکتی ہیں تو کیتھولک فرقہ کیوں عیسائیوں کو جگانے میں ناکام رہا ہے۔

بلی گراہم ہی کے دورے کے سلسلہ میں امریکہ کے رسالہ Muslim World نے لکھا کہ جب بلی گراہم کو نائیجیریا میں چیلنج کیا گیا تو اس نے چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کے نتیجہ میں دی کرسچن سنچری نے وہ اداریے شائع کئے جن میں عیسائی پادریوں کو یہ نصیحت کی کہ دوسرے مذاہب کا زیادہ گہرا مطالعہ کریں — اور رسالہ Time نے ہمارے ایک پمفلٹ کا خلاصہ شائع کر کے اپنے قارئین کو بتایا کہ اس پمفلٹ کے مطابق نہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے نہ صلیب پر فوت ہوئے تھے نہ مُردوں میں سے زندہ اٹھائے گئے تھے نہ آسمانوں پر جسدِ عنصری کے ساتھ لے جائے گئے۔ اور نہ وہ خود اب دنیا میں واپس آئیں گے۔

مسلم ورلڈ نے بھی اس پمفلٹ کا ذکر کیا اور اس کے پانچوں نکات بیان کئے — سوئٹزرلینڈ کے ایک اخبار APPENSELLER SONTAGS BLATT نے اسلام کی اشاعت کا ان الفاظ میں ذکر کیا:

"عیسائی مبلغ متواتر اس امر کی طرف توجہ مبذول کروا رہے ہیں کہ افریقہ میں عیسائیت کے لئے اسلام کا خطرہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ بلکہ انگلیکن لیمبتھ کانفرنس کے سیکرٹری نے تو اپنی تقریر میں یہاں تک کہہ دیا کہ عیسائیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ اسلام ہی کی طرف سے ہے۔ اس نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ مسلم مشنریز کو لوگوں کے ساتھ مل جل کر کام کرنے کا ڈھنگ آتا ہے اور چونکہ وہ خالص وحدانیت کی تبلیغ کرتے ہیں اس لئے افریقن ان کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔"

حال ہی میں بریگیڈیر گلزار احمد صاحب نے افریقہ کا دورہ کرنے کے بعد ایک کتاب شائع کی ہے اس کتاب کا نام ہے "تذکرہ افریقہ" اس میں جابجا انھوں نے احمدی مبلغین کا اور ان کے کام کا ذکر کیا ہے۔ بعض افریقی لیڈروں نے تو ان سے یہ بھی کہا کہ اگر احمدی مبلغین یہاں نہ آتے تو اسلام یہاں سے ختم ہو جاتا کیونکہ ایک عرصہ سے عیسائیت زور پکڑتی جا رہی تھی۔

"ویسٹ افریقن ریویو" جو انگلستان سے چھپتا ہے اس نے لکھا۔ کہ احمدیہ جماعت نہایت مستعدی سے مصروف عمل ہے اور ان کی آواز بلند ہے اور وسیع تر حلقے تک پہنچتی ہے۔ یہ سکول جاری کرتے ہیں اخبار نکالتے ہیں اور دوسرے اخبارات میں بھی مذہبی موضوعات پر مضامین لکھتے ہیں۔

ڈیلی ٹیلیگراف (نائیجیریا) نے تو احمدیہ جماعت کی اشاعتی مساعی سے متاثر ہو کر یہاں تک لکھ دیا کہ اسلام کی اس یلغار کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ نتیجہ ایک اور اخبار نے نکالا۔ ویسٹ افریقن پائلٹ نے لکھا کہ اگر یہی حالات رہے تو اسلام عنقریب عیسائیت کی جگہ لے لے گا۔ اس اخبار نے یہ بھی لکھا کہ عیسائیت اسلام سے شکست کھا رہی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ عیسائیت کے لئے اب اسلام سے شکست کھانا ہی مقدر ہو چکا ہے۔

اخبارات اور کتب کے ایسے بیسیوں حوالے موجود ہیں جن میں اپنوں اور پرائیوں نے کھلم کھلا اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ احمدیہ جماعت اشاعتِ اسلام کے کام میں آگے آگے ہے اور درحقیقت احمدیہ جماعت ہی کی مساعی سے دیگر مسلمان بھی بیدار ہو کر اب اشاعتِ اسلام کی طرف توجہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اب کہیں یہاں سے اور کبھی وہاں سے یہ آوازیں بلند ہونی شروع ہو گئی ہیں کہ جامعہ اسلامیہ کھولے جائیں تا کہ اشاعتِ اسلام کا کام کرنے کے لئے مناسب لوگ میسر آسکیں۔ یہ لوگ کہاں تک اپنی آوازوں اور امنگوں کو پورا کر سکیں گے یہ تو اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ لیکن اس بات سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں کہ اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں احمدیہ جماعت کی اصلاحی خدمات اللہ تعالےٰ کے فضل سے نمایاں سے نمایاں تر ہوتی چلی جا رہی ہیں اور غلبۂ اسلام کے دن قریب سے قریب تر آ گئے ہیں۔

حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

غلبۂ اسلام کے دن مجھے Horizon پر نظر آرہے ہیں۔ یہ سورج انشاء اللہ طلوع ہوگا اور نصف النہار پر پہنچے گا اور بہت جلدی پہنچے گا۔"

اے خدا تو ایسا ہی کر آمین

وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

غلبۂ اسلام اور جماعت احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

" اس وقت اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ پر (مجھ پر اور آپ پر بھی) بڑا فضل کیا ہے اور ہمیں توفیق عطا کی ہے کہ ہم اُس کے مسیح موعود پر ایمان لائیں اور اس کی راہ میں اسی نیت سے قربانیاں دیں کہ اس کی رضا ہمیں حاصل ہو اور دنیا میں اسلام غالب آجائے۔ اس وقت غلبۂ اسلام کے راستہ میں جتنی ضرورتیں بھی پیش آتی ہیں وہ آپ لوگوں نے ہی پوری کرنی ہیں۔ اگر آپ ان ضرورتوں کو پورا نہیں کریں گے تو کھڑے ہوکر یہ تقریر کرنا کہ اسلام کا غلبہ مقدر ہو چکا ہے اور اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دیگا کہ ہمارے ذریعہ سے اسلام غالب آئے گا بے معنی چیز ہے اللہ تعالےٰ دنیا میں اسلام کو غالب تو کرے گا لیکن اگر ہم بحیثیت جماعت خلق جدید کے مستحق نہیں ٹھہریں گے تو دنیا میں کسی اور قوم میں خلق جدید کا نظارہ نظر آئے گا۔ اسلام تو بہرحال غالب آئے گا لیکن کیوں نہ وہ ہمارے ہاتھ سے غالب آئے کیوں غیر اللہ کے فضلوں کے وارث بنیں اور ہم محروم رہ جائیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم بھی اور ہماری بعد میں آنیوالی نسلیں بھی اور وہ لوگ بھی جو ہمارے ساتھ بعد میں آکر شامل ہوں گے سارے ہی خدا کے فضلوں کے وارث بنیں اور اس کے انعامات کے وارث ٹھہریں "

(الفضل ۶ اگست ۱۹۷۰ء)

اشتراکیت کا عروج و زوال

حضرت مصلح موعودؓ کے عہد کا عظیم فتنہ اور اس کا تاریخی جائزہ

از مکرم محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ ربوہ

"یہ مادی اور جدلی فلسفہ پر مبنی تحریک اس شدت سے رونما ہوئی کہ بہت جلد یورپ و ایشیا کے کثیر حصہ پر محیط ہو گئی اور ہر مذہب اور خاص طور پر اسلام کے لئے ایک عظیم خطرہ بن کر ابھری۔ لیکن جس طرح عیسائیت کا ابطال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بطور کاسرِ صلیب فرمایا۔ اسی طرح کمیونزم اور اشتراکیت کے زہر کا تریاق حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مثیل اور نظیر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے بطور "ناصرِ دین" اور "فاتحِ دین" پیش فرمایا۔"

دو عظیم فتنے — دجالیت اور اشتراکیت

آخری زمانہ میں اسلام کے خلاف جو عظیم فتنے رونما ہوئے ان میں اپنی عالمگیر وسعت اور اثر کے لحاظ سے دجالیت اور اشتراکیت بہت ہی نمایاں ہیں۔ عجیب امر یہ ہے کہ ان میں سے پہلا فتنہ مذہب کے روپ میں ہے۔ اور دوسرا سراسر مادی اور مذہبی دشمنی کی بنیاد پر قائم ہے۔ لیکن یہ دونوں دینِ اسلام کو اپنا حریف اولین سمجھتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کوشاں اور اس کے مٹانے کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ یہ دونوں فتنے جس منظم قوت اور بے پناہ طاقت سے اسلام کے خلاف برسرِ پیکار ہیں ان سے اسلام کا جانبر ہونا بلکہ ایک نئی قوت کے ساتھ ابھرنا ایک عدیم المثال معجزہ سے کم نہیں۔ اس سے یہ حقیقت بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ دینِ اسلام کی حفاظت اور اشاعت کا کام واقعی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس کو سرانجام دے رہا ہے۔

مروّجہ عیسائیت جسے احادیث میں دجالیت سے موسوم کیا گیا ہے اٹھارویں صدی کے آخر میں پورے جوبن پر تھی۔ کیونکہ یورپی اقوام ربع مسکون پر اپنے سیاسی تفوق و غلبہ کے تحفظ کے لئے عیسائیت کی پوری پشت پناہی کر

رہی تھیں اور جس تیزی کے ساتھ یہ پھیل رہی تھی اسے دیکھ کر یہ گمان ہوتا تھا کہ دنیا کا آئندہ مذہب صرف عیسائیت ہی ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ نے عین اس موقعہ پر حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کو کاسرِ صلیب بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور آپ نے عیسائیت کے ابطال کے لئے ایسے عقلی اور نقلی دلائل پیش کئے کہ واقعی عیسائیت کا طلسم دھواں بن کر اڑنے لگا اور نہ صرف یہ کہ عیسائیت کی ترقی رک گئی بلکہ پسپا ہونا شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے خود عیسائیت کے علمبردار ممالک میں اس مذہب سے نفرت کے نتیجہ میں الحاد و دہریت کی رو پیدا ہوئی اور روس میں اشتراکیت نے جنم لیا۔ اگرچہ اس تحریک نے عیسائیت کے خاکستر سے جنم لیا۔ لیکن عیسائیت سے نفرت کے نتیجہ میں یہ سرے سے مذہب کے ہی خلاف تھی۔ یہ مادی اور جدلی فلسفہ پر مبنی تحریک اس شدت سے رونما ہوئی کہ بہت جلد یورپ و ایشیا کے کثیر حصہ پر محیط ہوگئی اور ہر مذہب اور خاص طور پر اسلام کے لئے ایک عظیم خطرہ بن کر ابھری۔ لیکن جس طرح عیسائیت کا ابطال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بطور کاسرِ صلیب فرمایا۔ اسی طرح کمیونزم اور اشتراکیت کے زہر کا تریاق حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر حضرت مصلح موعود رضؓ نے بطور ناصرِ دین اور فاتحِ دین پیش فرمایا۔

اشتراکیت کا تدریجی ارتقاء

اگرچہ اشتراکیت کے بانی کارل مارکس (۱۸۱۸ء - ۱۸۸۳ء) کا فلسفہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ بابرکات میں معرضِ ظہور میں آچکا تھا اور اس کی مشہور کتاب کیپٹل (سرمایہ) ۱۸۶۷ء میں شائع ہوگئی تھی مگر اس نے ابھی شہرت حاصل نہ کی تھی۔ اور اس کا عملی ظہور جنگِ عظیم کے بعد انقلاب روس سے ہوا۔ چنانچہ ایک رنگ میں اس کا ظہور حضرت مصلح موعودؓ کے تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی شروع ہوا کیونکہ آپ مارچ ۱۹۱۴ء میں خدائی فیصلہ کے بموجب خلیفہ منتخب ہوئے اور اسی سال ماہ جولائی میں جنگ عظیم شروع ہوئی اور پھر اسی جنگ کے نتیجہ میں ۱۹۱۷ء انقلاب روس برپا ہوا۔ اور وہاں پر اشتراکی تحریک کو عملی ظہور کے مواقع میسر آئے۔

شروع میں اشتراکی تحریک صرف روس میں محدود تھی مگر آہستہ آہستہ اس کا اثر بڑھنا شروع ہوا اور روسی لینن اور سٹالن کی کوششوں سے یورپ و ایشیا کے بہت سے ممالک اس کی لپیٹ میں آگئے اور اشتراکی معاشی پروگرام دنیا میں مقبولیت حاصل کرنے لگا۔ اور مختلف ممالک میں کمیونسٹوں نے انقلاب برپا کردیا۔ اور یہ تحریک جو سرا سر مادی اور مذہب کی دشمن تھی اس قدر شہرت اور قبولیت حاصل کر گئی کہ بظاہر یہ معلوم ہونے لگا کہ دنیا سے مذہب کی صف لپیٹ دی جائے گی اور جیسا کہ قرآن مجید میں بتایا گیا تھا۔

حتّٰی اذا فُتِحت یاجوج وماجوج وھم من کلّ حدبٍ ینسلون

یعنی یاجوجی ماجوجی طاقتیں تمام بلندیوں کو سر کرتی ہوئی دنیا پر چڑھ دوڑیں گی۔ اور اس کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے دفتر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

یاجوج ماجوج کا وہ فتنہ جس کی قرآن مجید میں خبر دی گئی تھی اس کے متعلق صادق ومصدوق سیدنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی وضاحت فرمائی تھی اور اسے مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کی علامات میں سے قرار دیا گیا تھا اور اس فتنہ کو مسیحِ دجّال کے نام سے بھی موسوم کیا گیا تھا۔ ع

وہی فتنہ ہے لیکن یاں نئے سانچے میں ڈھلتا ہے

چونکہ یاجوجی اور ماجوجی اقدام کی دجل وفریب سے پُر فتنہ انگیزی عیسائیت اور اشتراکیت کے متضاد قالبوں میں بھی اور ان میں قدرے بُعد زمانی ومکانی بھی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کو آپ کے ہی ایک "حسن واحسان میں نظیر" کے ذریعہ ممتد کردیا۔ تاکہ اسلام کے خلاف متنوع فتنوں کے فرو کرنے کا سامان مہیا ہو سکے گویا ایک رنگ میں ان فتنوں کی طوالت کی وجہ سے مسیحیت کے دور کو بھی خود مسیح موعودؑ کے ایک "مسیحی نفس" فرزند کے ذریعہ لمبا کردیا گیا۔ چنانچہ یہ حقیقت کہ اشتراکی تحریک سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے عہد میں ظاہر ہوئی اور پروان چڑھی اور جلد ہی ایک عالمگیر خطرہ بن کر ابھری۔

اشتراکیت کے روس میں ظہور سے قبل ایک تفصیلی رؤیا

خدا تعالیٰ نے جو عالم الغیب ہے عین اس وقت جبکہ ابھی کمیونزم اور اشتراکیت نے روس میں جنم لیا تھا حضرت مصلح موعودؓ کو یاجوج وماجوج کے متعلق رؤیا میں تفصیلی نظارہ دکھایا جس میں بتایا گیا کہ کس طرح یہ عظیم بلا دنیا پر چھا جائے گی اور اس سے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہ ہوگی۔ مگر بعد میں محض خدا تعالیٰ کے دست قدرت سے اس کی تباہی کے سامان ہوں گے۔ حضور کا یہ رؤیا روزنامہ الفضل ۷/مئی ۱۹۱۷ء میں ص۵ میں شائع شدہ موجود ہے۔ پھر اس رؤیا کو حضور نے وضاحت سے اپنے اس لیکچر میں بیان فرمایا جو "اسلام کا اقتصادی نظام" کے موضوع پر ۱۹۴۵ء میں بمقام لاہور فرمایا تھا حضور فرماتے ہیں:

"چوبیس سال کی بات ہے کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان ہے جس میں میں کھڑا ہوں۔ اتنے میں مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان بلا جو ایک بہت بڑے اژدھا کی شکل میں ہے دور سے چلی آرہی ہے۔ وہ اژدھا دس بیس گز لمبا اور ایسا موٹا ہے جیسے کوئی بڑا درخت ہو۔ وہ اژدھا بڑھتا چلا آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ دنیا کے ایک کنارے سے چلا ہے اور درمیان میں جس قدر چیزیں تھیں ان سب کو کھاتا چلا آرہا ہے

یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے وہ اژدھا اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں ہم ہیں اور میں نے دیکھا کہ باقی لوگوں کو کھاتے کھاتے وہ ایک احمدی کے پیچھے بھی دوڑا۔ وہ احمدی آگے آگے ہے اور اژدھا پیچھے پیچھے ہیں تب جب دیکھا کہ اژدھا ایک احمدی کو کھانے کے لئے دوڑ پڑا ہے تو میں ہاتھ میں سونٹا لے کر اس کے پیچھے بھاگا۔ لیکن خواب میں مَیں محسوس کرتا ہوں کہ میں اتنی تیزی سے دوڑ نہیں سکتا جتنی تیزی سے سانپ دوڑتا ہے۔ چنانچہ مَیں اگر ایک قدم چلتا ہوں تو سانپ دس قدم کے فاصلہ پر پہنچ جاتا ہے۔ بہرحال میں دوڑتا چلا گیا یہاں تک کہ مَیں نے دیکھا کہ وہ احمدی ایک درخت کے قریب پہنچا اور تیزی سے اس پر چڑھ گیا اس نے خیال کیا کہ اگر میں درخت پر چڑھ گیا تو میں اژدہا کے حملہ سے بچ جاؤں گا۔ مگر ابھی وہ درخت کے نصف میں ہی تھا کہ اژدھا اس کے پاس پہنچ گیا اور سر اٹھا کر اسے نگل گیا۔ اس کے بعد وہ پھر واپس لوٹا اور اس غصہ میں کہ میں اس احمدی کو بچانے کے لئے کیوں اس کے پیچھے دوڑا تھا اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ مگر جب وہ مجھ پر حملہ کرتا ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے قریب ہی ایک چارپائی پڑی ہوئی ہے مگر وہ بُنی ہوئی نہیں۔ صرف پٹیاں وغیرہ ہیں جس وقت اژدھا میرے پاس پہنچا میں کود کر اس چارپائی کی پٹیوں پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور مَیں نے اپنا ایک پاؤں اس کی ایک پٹی پر اور دوسرا پاؤں اس کی دوسری پٹی پر رکھ لیا۔ جب اژدھا چارپائی کے قریب پہنچا تو کچھ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ اس کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم فرما چکے ہیں لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِہِمْ اس وقت مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ سانپ کا حملہ دراصل یاجوج اور ماجوج کا حملہ ہے کیونکہ یہ حدیث ان کے بارہ میں ہے۔ مَیں اس وقت یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ یہ دجّال بھی ہے۔ اتنے میں وہ اژدھا میری چارپائی کے قریب پہنچ گیا اور میں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی شروع کر دی۔ اسی دوران میں ان احمدیوں نے جنہوں نے مجھے مقابلہ کرنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ یاجوج اور ماجوج کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکے گی۔ میں کہتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِہِمَا۔ کسی کے پاس کوئی ایسا ہاتھ نہیں ہوگا جس سے وہ ان کا مقابلہ کر سکے۔ مگر مَیں نے تو اپنے ہاتھ مقابلہ کے لئے اس کی طرف نہیں بڑھائے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ خدا کی طرف اٹھا دیئے ہیں اور خدا کی طرف ہاتھ اٹھا کر فتح پانے کے امکان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے ردّ نہیں فرمایا۔ غرض مَیں نے دعا مانگنی شروع کر دی کہ اے خدا مجھ میں تو طاقت نہیں کہ میں اس فتنہ کا

مقابلہ کرسکوں۔ لیکن تجھ میں سب طاقت اور قدرت ہے۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو اس فتنہ کو دُور فرما دے جب میں نے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے اس اژدھا کی حالت میں تغیر پیدا ہونے لگا۔ جیسے پہاڑی کیڑے پر نمک گرانے سے ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس اژدھا کے جوش میں کمی آنی شروع ہوگئی اور آہستہ آہستہ اس کی تیزی بالکل کم ہوگئی چنانچہ پہلے تو وہ میری چارپائی کے نیچے گھسا پھر اسکے جوش میں کمی آنی شروع ہوگئی۔ پھر وہ خاموشی سے لیٹ گیا۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی چیز بن گیا ہے جیسے جیلی ہوتی ہے اور بالآخر وہ اژدہا پانی ہوکر بہہ گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو دعا کا کیسا اثر ہوا۔ بے شک میرے اندر طاقت نہیں تھی کہ میں اس کا مقابلہ کرسکتا مگر میرے خدا میں تو طاقت تھی کہ وہ اس خطرہ کو دور کردیتا۔" (اسلام کا اقتصادی نظام صفحہ ۱۵۸ و ۱۵۹)

روس میں لینن کے ذریعہ اشتراکی انقلاب ، نومبر ۱۹۱۷ء کو ہوا اور عین اس سے کچھ عرصہ قبل اللہ تعالےٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو رؤیا میں یاجوج ماجوج کے عروج و زوال کا مکمل نقشہ دکھا دیا اور یہ کہ اس کی تباہی میں آپ کی دعاؤں اور کوششوں کا بہت دخل ہوگا۔

جیسا کہ رؤیا میں بتایا گیا تھا کہ اشتراکی تحریک بڑی تیزی سے دنیا میں وسعت اختیار کرتی چلی گئی اور اس کا مادی اور جدلی فلسفہ اور مساوات کا نعرہ مزدوروں اور غریبوں کے لئے بہت ہی دلفریب تھا اور وہ اسے اپنا نجات دہندہ سمجھنے لگے اور باوجود مغربی ممالک اور خاص طور پر امریکہ کی کوششوں کے یہ تحریک نفوذ اختیار کرتی چلی گئی اور خود اسلامی ممالک اس سے متاثر ہونے لگے اور ان کا جھکاؤ روس کی طرف ہونے لگا۔ اور بعض مسلم مفکرین نے اسلامی تعلیمات کو اشتراکیت کی تائید و موافقت میں پیش کرنا شروع کردیا اور اس تحریک کے پھیلاؤ اور غیر معمولی نفوذ کے ذریعہ یہ تاثر دن بدن گہرا ہوتا چلا گیا کہ دنیا کی مصائب و مشکلات کا حل صرف اشتراکیت ہی کرسکتی ہے۔ اور دنیا کا کوئی اور نظام اس کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتا۔

چین میں سرخ انقلاب کی قبل از وقت اہم خبر

حضرت مصلح موعودؓ کو کمیونزم کے ظہور سے بھی قبل جو پیش خبری خدا تعالےٰ کی طرف سے دی گئی تھی اس کے عین مطابق یہ "عظیم بلا" ایک سرخ آندھی کی طرح اٹھی اور مشرقی یورپ اور ایشیا پر چھا گئی۔ اور افریقہ اور دیگر ممالک بھی اس سے بُری طرح متاثر ہونے۔ کمیونزم کا عملی ظہور پہلی جنگ کے بعد روس میں ہوا تھا اور دوسری عالمگیر جنگ کے دوران اس کے عالمگیر عروج کا دَور شروع ہوا۔ اس ضمن میں کمیونزم کا چین میں پھیلاؤ بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کو اس کے متعلق ایک رؤیا میں تفصیلی نظارہ دکھایا گیا۔ رؤیا کے ذکر سے قبل اس وقت کے حالات کا جائزہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

روس میں بالشویک انقلاب کے بعد یہ خیال کیا جاتا تھا کہ کمیونزم کا سب سے پہلا شکار چین ہوگا۔ کیونکہ چین کے اندرونی حالات اس کے لئے کافی ساز گار تھے۔ اور چین کے انقلابی لیڈر ڈاکٹر سن یاٹ سن کے لینن سے گہرے مراسم تھے اور روسی لیڈر اس کی پوری امداد کر رہے تھے لیکن ڈاکٹر سن یاٹ سن کے بعد چیانگ کائی شیک ۱۹۲۸ء میں برسراقتدار آ گیا۔ جاپان نے ۱۹۳۱ء میں مشرقی چین میں پاؤں پھیلانے شروع کر دیئے۔ اس موقعہ پر چیانگ نے بجائے روس کی امداد کے امریکہ و برطانیہ کی امداد کو ترجیح دی۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ روس بالکل ہمسایہ ملک ہے اس لئے اس کی امداد سے چین کی آزادی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ مگر برطانیہ اور امریکہ دور ہیں ان سے یہ اندیشہ نہیں۔ اس بناء پر روس کے مقابلہ میں چیانگ کا ذہنی جھکاؤ بجائے روس کے برطانیہ و امریکہ کی طرف تھا۔ دوسری عالمگیر جنگ میں جرمنوں نے روس پر حملہ کر دیا تو خود چین میں کمیونسٹوں کی آنکھیں کھل گئیں اور شروع میں جرمن کی کامیابی اور روس کی پسپائی کے نتیجہ میں کمیونزم کے پھیلاؤ کے امکانات ختم ہو گئے۔ چنانچہ شمالی چین کے کمیونسٹوں نے ستمبر ۱۹۴۳ء میں کیومن ٹانگ (چین کی قومی جماعت) کے گیارھویں سالانہ اجلاس میں چیانگ سے معاہدہ کیا جس کی اہم شرائط یہ تھیں۔

۱۔ کمیونزم کا پروپیگنڈا کرنے اور افراتفری پھیلانے کی پالیسی چھوڑ دی جائے گی۔

۲۔ چین میں جہاں جہاں سوویٹ چھاپ کی حکومتیں قائم ہیں انہیں توڑ دیا جائے گا اور صرف قومی بنیادوں ہی پر چین کو متحد کیا جائے گا۔

۳۔ "سرخ فوج" کو توڑ کر اسے "قومی فوج" میں ضم کر دیا جائے گا۔

(بحوالہ تاریخ انقلابات عالم حصہ دوم صفحہ ۲۲۱)

ان حالات میں جبکہ بظاہر چین سے کمیونزم کا اثر ختم ہو رہا تھا اور چیانگ کائی شیک کی حکومت (جس کو برطانیہ اور امریکہ کی حمایت حاصل تھی) مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جا رہی تھی اور دوسری طرف روس کو جرمن فوجیں آڑے ہاتھوں لے رہی تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو ۱۹۴۳ء کے شروع میں ایک رؤیا میں بتایا کہ روس کا اثر و رسوخ چین میں پھیل جائے گا اور اس طرح کمیونزم تحریک کی غیر معمولی وسعت اور طاقت کی صورت پیدا ہوگی چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اس تازہ رؤیا کو میں عام طور پر بیان نہیں کر سکتا اور شائد اس کا بیان کرنا حکومت کی مصلحت کے بھی خلاف ہو۔ اشارۃً[1] صرف اتنا بتاتا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ یورپ کی دو طاقتیں ہیں اور ایک ایشیائی طاقت ہے۔ ایشیائی طاقت کا سردار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمجھتا ہے کہ اس

---

[1] اس اشارہ کی وضاحت بعد میں امریکہ میں شائع ہونے والے ایک مضمون کمیونزم اور ڈیماکریسی صفحہ ۲ میں حضرت مصلح موعودؓ نے خود فرمائی کہ ایشیائی طاقت چین تھی جو روس سے طاقت حاصل کریگی اور وہاں کمیونزم پھیل جائے گا۔

کے ملکی معاملات کے بارے میں میرا مشورہ بھی مفید ہو سکتا ہے یا شائد اسے احمدیت سے کوئی دلچسپی ہے۔ وہ اپنے ملک کے حالات بیان کر کے مجھ سے مشورہ پوچھتا ہے کہ ان حالات میں ہم کیا کریں میں نے اسے کوئی مشورہ دیا ہے مگر یہ یاد نہیں کہ اس نے کیا پوچھا اور میں نے کیا بتایا۔ صرف اتنا احساس ہے کہ اس نے کوئی مشورہ پوچھا ہے گو یہ یاد نہیں کہ اس نے کیا پوچھا اور میں نے کیا بتایا صرف اتنا احساس ہے کہ اس نے کوئی مشورہ پوچھا ہے اور میں نے دیا ہے۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ ان دو یورپین حکومتوں میں سے ایک کے نمائندہ ہے اور اس ایشیائی حکومت کے سردار کے درمیان میٹنگ ہوئی ہے۔ دونوں جمع ہوئے ہیں کہ صورتِ حالات پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا کارروائی کرنی چاہیئے۔ میں بھی وہاں گیا ہوں اور پرے ہٹ کر کھڑا ہوں۔ اس مغربی حکومت کا نمائندہ ایک کھلے میدان میں کسی پتھر پر یا ایسی کرسی یا کوچ پر جس کی پشت نہیں بیٹھا ہے اور ایشیائی حکومت کا سردار کھڑا ہے اور اس سے بات کرتا ہے کہ ہمارے ملک کے یہ حالات ہیں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اجتماع کسی معاہدہ کی بات چیت کے لئے یا آئندہ کے لئے کوئی سکیم بنانے کے لئے ہے۔ دس بارہ گز ہٹ کر میں کھڑا ہوں اور گفتگو سن رہا ہوں۔ ایشیائی حکومت کا نمائندہ اس مغربی حکومت کے نمائندہ کو بتاتا ہے کہ ہمارے ملک کے فلاں فلاں علاقوں میں فلاں یورپین ملک کی فوجیں موجود ہیں جسے ہم پسند نہیں کرتے۔ ہمارا ملک آزاد ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس کی فوجیں وہاں موجود رہیں۔ اس پر وہ یورپین حکومت کا نمائندہ پوچھتا ہے کہ کیا تم نے اس پر احتجاج نہیں کیا۔ تمہیں چاہیئے تھا کہ اس پر احتجاج کرتے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ ہم نے احتجاج تو کیا ہے مگر وہ حکومت جواب دیتی ہے کہ یہ فوجیں ہم نے تمہارے فائدہ کے لئے رکھی ہیں۔ جب وہ یہ بات بیان کرتا ہے تو مغربی حکومت کا نمائندہ حقارت کے ساتھ مسکراتا ہے جس کا مطلب گویا یہ ہے کہ یہ کیسا بے وقوفی کا جواب ہے اسے کون مان سکتا ہے۔ اس موقعہ پر وہ ایشیائی حکومت کا سردار اس سے کہتا ہے کہ میں نے ان سے (مجھ سے) بھی مشورہ لیا ہے اور انہوں نے دیا مشورہ دیا ہے۔ مگر مجھے پھر پتہ نہیں کہ اس نے کیا بتایا کہ اس نے کیا مشورہ پوچھا تھا اور میں نے کیا دیا۔ اس پر اس مغربی حکومت کے نمائندہ نے حیرت کا اظہار کیا کہ اچھا ان سے بھی تم نے مشورہ لیا ہے۔ پھر وہ آپس میں بحث کرتے ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔

اس وقت میں صورتِ حالات پوری طرح معلوم کر کے گھبراتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ ہمیں بھی اب کسی اقدام کی ضرورت ہے۔ جونہی یہ خیال میرے دل میں آتا ہے ایک صورت میرے سامنے نمودار ہوتی ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا فرشتہ ہے اور وہ کہتا ہے۔

" دعا سے کام لینا ہی اچھا ہے۔ آخر وقت تو معلوم ہو گیا ہے اور میں معاً یہ خیال کرتا

ہوں کہ درحقیقت دعا سے کام لینا ہی اچھا ہے۔" (الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء)

حضرت مصلح موعود نے اگرچہ ملکی حالات کی وجہ سے مصلحتاً اس وقت خواب کے بعض حصے چھوڑ دیئے اور ان کی تفصیل نہ بتائی اور عمومی طور پر اس خواب میں بیان کردہ خطرات کے پیش نظر فرمایا۔

"اس رؤیا کے بعض حصے ہیں جو میں نے بیان نہیں کئے اور ان سے بعض دوسرے حصوں کی تشریح ہو جاتی ہے۔ بہرحال جو باتیں بتائی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ بعض فتنے بہت زیادہ خطرناک آنے والے ہیں اور وہ اسلام کے لئے بہت زیادہ مضر ہوں گے مگر یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ جیسا کہ رؤیا میں فرشتہ نے بتایا ہے دعا سے کام لینا ہی اچھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ آخر وقت تو معلوم ہو گیا ہے اس کے معنے یہی ہیں کہ جو وقت بتایا گیا ہے اس کے فاصلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دعا کا وقت ہے جس سے اللہ تعالیٰ ان فتنوں کو دور کر سکتا ہے یا ان کی ایسی شکل بدل سکتا ہے کہ وہ اسلام اور احمدیت کے لئے مضر نہ رہیں۔"

اس رؤیا کی اہمیت اور اس کے غیر معمولی ظہور کے متعلق ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"مجھے خدا تعالیٰ نے یہ رؤیا اس وقت دکھایا جب روس جرمنی کے آگے اس طرح بھاگ رہا تھا جس طرح چوہے بلی کے آگے بھاگتے ہیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ روس کو غلبہ حاصل ہوگا اور وہ چین کے بعض حصوں پر قابض ہو کر کہے گا کہ یہ قبضہ تمہارے فائدہ کے لئے اور تمہیں جاپان سے بچانے کے لئے ہے۔ اب یہی جواب روس دے رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ خدا تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ مجھے یہ بات اس وقت بتائی جب جنگ میں انگریز ہار رہے تھے اور امریکہ بھی عملاً شکست کھا رہا تھا۔ چینی بھی شکست پر شکست کھا رہے تھے۔ یہ چاروں حکومتیں اس وقت مغلوب تھیں۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے یہ بتایا کہ یہ جیت جائیں گی اور روس کو اتنا غلبہ حاصل ہوگا کہ وہ چین کے علاقہ میں اپنی چھاؤنیاں بنا لے گا۔" (الفضل ۲ نومبر ۱۹۴۵ء)

حضور کی یہ رؤیا اس لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے کہ آپ کو یہ حالات اس وقت دکھائے گئے جبکہ بظاہر چین میں کمیونزم کے غالب آنے کے آثار نہیں تھے بلکہ اس کے برعکس برطانیہ اور امریکہ کا اثر غالب تھا اور چیانگ کائی شیک کی حکومت مستحکم تھی مگر ان غیر معمولی حالات میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو چین میں سرخ انقلاب کی خبر دی گئی اور اس طرح کمیونزم کے پھیلاؤ کی بنا پر اسلام کے لئے خطرات ناگزیر تھے۔ مگر رؤیا میں بتایا گیا تھا کہ جہاں ایشیائی لیڈر یعنی چین اپنے ملکی حالات کے متعلق یورپ کی طاقت یعنی روس سے ساز باز اور مشورہ کرے گا اور اس کے نتیجہ میں اشتراکی انقلاب چین میں برپا ہوگا اور امریکی حکومت باوجود اپنی فوجوں اور طاقت کے استعمال کے شکست سے دوچار ہوگی۔ وہاں ایشیائی

لیڈر اپنے حالات کے متعلق حضور سے بھی مشورہ کرتا ہے جس میں گویا اس طرف اشارہ تھا کہ چین میں سرخ انقلاب بالآخر عالم اسلام کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ البتہ اس عظیم تغیر کے لئے وقت درکار ہوگا اور حضور اور مومنوں کی دعاؤں سے ہی یہ انقلاب رونما ہوگا۔ اس رؤیا پر قریباً ۲۹ سال بیت چکے ہیں۔ اس عرصہ میں واقعی چین میں کمیونزم غالب آگیا اور حقیقت یہ ہے کہ روس کی کوششوں سے چین میں سرخ انقلاب کے نتیجہ میں تمام دنیا میں کمیونزم کی دھاک بیٹھ گئی اور یہ سمجھا جانے لگا کہ اب تمام ایشیا اس کی زد میں ہے اور یہ تمام دنیا میں ناقابلِ تسخیر ہے۔ مگر بعد کے حالات نے خود اس امر کو ثابت کیا کہ خود چین ہی روس کے لئے دردِ سر بن گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے چین اور روس کے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور بجائے ایک دوسرے کے حلیف بننے کے حریف بن گئے اور ایک دوسرے کو زیر کرنے کے درپے ہو گئے۔ پھر دونوں ممالک میں کمیونزم کے متعلق بھی نقطۂ نظر بالکل بدل گیا ہے۔ غرض ایک عظیم تغیر رونما ہو چکا ہے اور اب چین اور امریکہ ایک دوسرے کے قریب ہو رہے ہیں اور حال ہی میں امریکہ کے صدر نکسن کا چین کا دورہ ان تعلقات کو مستحکم کرنے میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہرحال خدا تعالیٰ کی تقدیر دنیا میں کام کر رہی ہے۔ اور اسلام کے لئے عظیم خطرات محض حضور کی دعاؤں کے نتیجہ میں خود اسلام کے لئے مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ (باقی)

انصار اللہ کے چندہ کی نئی شرح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ کے چندہ مجلس کی شرح نصف پیسہ فی روپیہ سے بڑھا کر ایک پیسہ فی روپیہ مقرر فرما دی ہے۔ مجالس کی طرف سے اس نئی شرح کے ساتھ نئے سال کے بجٹ کی تشخیص کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ مگر ابھی بعض مجالس ایسی بھی ہیں۔ جنہوں نے نئی شرح کے ساتھ سالِ رواں (۱۹۷۲ء) کے لئے بجٹ فارم مکمل کر کے مرکز میں نہیں بھجوائے۔

عہدیداران سے درخواست ہے کہ اس ضروری کام کی طرف جلد توجہ دی جائے تاکہ بجٹ کے بعد وصولی کی طرف توجہ دی جاسکے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خدا تعالی اس جماعت کو ایک نمونہ کی قوم بنانا چاہتا ہے اس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور وہ دین کو دنیا پر مقدم کر لیں،

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں :-

''میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خداتعالی سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالی قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بد تر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے میں اور میرا خدا ان سے بیزار ہے۔ میں بہت خوش ہونگا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقوی اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جاتے ہیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے، نہ ان کی نظر پاک ہے نہ ان کا دل پاک ہے اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اس میں رہتا ہے اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے''

(تبلیغ رسالت جلد دھم صفحہ ۶۱، ۶۲)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں طبع ہؤا۔